بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حروفِ آغاز

امام بخاری اپنے پیش رو آئمہ کی آرزو، اساتذہ کا فخر اور معاصرین کے لیے سراپا رشک تھے۔ان کے زمانہ میں احمد بن حنبل یحیٰی بن معین اور علی بن مدینی کا فنِ حدیث میں چرچا تھا۔لیکن جب آسمان علمِ حدیث پر امام بخاری کا سورج طلوع ہوا تو تمام محدثین ستاروں کی طرح چھپتے چلے گئے۔صحیح مجرد میں سب سے پہلے انہوں نے مجموعہ حدیث پیش کیا اور پھر کتب صحاح کی تصنیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ولادت و سلسلۂ نسب:

ناصر الاحادیث النبویہ و ناشر المواریت المحمدیہ امیر المومنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی 13 شوال سہ 194ھ میں ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔امام بخاری کے والد اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی عظیم محدث اور ایک صالح بزرگ تھے۔ابن حبان نے ان کو لبقہ رابعہ کے ثقہ راویوں میں شمار کیا (تہذیب التہذیب ج1، ص274)۔

امام ذہبی نے تاریخ اسلام میں اور امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا مفصل تزکرہ لکھا۔انہیں امام مالک،عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید جیسے یکتائے روزگار حضرات سے روایت حدیث کا شرف حاصل ہوا۔ اور یحیٰی بن جعفر بیکندی، احمد بن جعفر، نصر بن حسین اور عراقیوں کی ایک بڑی جماعت نے ان سے احادیث کا سماع کیا۔امام بخاری کے والد خوشحال اور دولتمند تھے اور جس قدر مالدار تھے اتنے ہی پرہیزگار تھے۔احمد بن حفص کہتے ہیں کہ میں ابوالحسن اسماعیل بن ابراہیم کی موت کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا وہ کہنے لگے میرے پاس جس قدر مال ہے اس میں ایک درہم بھی مشتبہ نہیں ہے (ارشاد الساری ج1، ص31)۔

امام بخاری کے جدامجد مغیرہ بن بردزجعفی مجوسی تھے اور اس زمانہ میں بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسی نسبت سے جعفی کہلائے۔امام بخاری کو بھی جعفی اسی سبب سے کہا جاتا ہے۔

(اشقۃ اللمعات ج1، ص9)

ابتدائی حالات:

ایام طفولیت ہی میں امام بخاری کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور پرورش کی تمام تر زمہ داری آپ کی والدہ نے سنبھال لی تھی۔ صغیر سن ہی میں امام بخاری نابینا ہو گئے اس وقت کے مشہور اطباء اور معالجین سے رجوع کیا گیا مگر کسی کی پیش نہ جا سکی۔ آپ کی والدہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ انہوں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اور دامن پھیلا کر اپنے لختِ جگر کے لیے بصارت مانگی۔ بالآخر دریائے رحمت جوش میں آیا اور ایک رات انہیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آہ وزاری اور دعاؤں کی کثرت کے سبب تمہارے بیٹے کی بصارت لوٹا دی ہے۔ صبح جب امام بخاری بستر سے اٹھے تو ان کی آنکھیں روشن تھیں۔ (اشقہ اللمعات ج 1، ص 9)

زمانہ تعلیم:

ابتدائی اور ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب امام بخاری کی عمر دس سال کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں علمِ حدیث کا شوق پیدا کیا اور آپ نے بخارا کے درسِ حدیث میں داخلہ لے لیا۔ علمِ حدیث کو آپ نے انتہائی کاوش اور محنت سے حاصل کیا۔ متن کو محفوظ رکھا اور سند کے ایک ایک راوی کو ضبط کیا حتیٰ کہ ایک سال بعد متنِ حدیث اور اس کی سند پر آپ کے عبور کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات اساتذہ بھی آپ سے اپنی تصیح کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے استاذ داخلی نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا" حدثنا سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم۔ آپ نے فرمایا، ابی الزبیر نہیں زبیر بن عدی ہے۔ استاذ حیران رہ گئے اور انہوں نے بھری مجلس میں امام بخاری کی تحسین کی۔ امام بخاری یونہی تیزی اور مہارت سے علوم دینیہ حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر میں امام بخاری نے عبداللہ بن مبارک، وکیع اور دیگر اصحاب ابی حنیفہ کی کتابوں کہ ازبر کر لیا تھا۔ (ھدی الساری ج 2، ص 250)

زیارت حرمین و آغاز تصنیف:

اٹھارہ برس کی عمر میں امام بخاری اپنے بڑے بھائی احمد بن اسماعیل اور اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج کرنے کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ حج کے بعد ان کے بھائی تو والدہ کو لے کر واپس چلے گئے اور امام

بخاری مزید تعلیم کے حصول کے لیے وہیں رہ گئے۔اسی دوران انہوں نے قضایا الصحابۃ والتابعین کے عنوان سے ایک کتاب لکھی اوراس کے بعد چاندنی راتوں میں روضہ انور کے پہلو میں بیٹھ کر تاریخ کبیر تصنیف کی۔ امام بخاری کہتے ہیں "میں نے تاریخِ کبیر میں جتنے لوگوں کے اسماء ذکر کیے ہیں مجھے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کوئی نہ کوئی قصہ معلوم تھا۔لیکن اختصار کے سبب میں نے ان تمام قصوں کو درج نہیں کیا۔تاریخ کبیر کی تکمیل ہوتے ہی اس کی نقل کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔محمد بن یوسف فریابی کہتے ہیں کہ میں نے تاریخ کبیر کو اس وقت نقل کیا جب امام بخاری کی ڈاڑھی بھی نہیں آئی تھی (ارشاد الساری ج 1، ص 32)۔

حصول علم کے لیے رحلت:

امام بخاری نے طلبِ حدیث کے لیے پہلا سفر مکہ کی طرف سن 216ھ میں کیا تھا اور اگر وہ اس سے پہلے سفر کرتے تو اس کے زمانہ کے طبقہ عالیہ کے ان محدثین سے روایت حاصل کر لیتے جن سے ان کے معاصرین نے روایت کی ہے۔اگرچہ انہوں نے طبقہ عالیہ کے مقارب رواۃً مثلاً یزید بن ہارون اور ابوداؤد طیاسی کا زمانہ پالیا تھا۔(حافظ بن حجر عسقلانی نے یونہی لکھا ہے لیکن امام بخاری نے چونکہ اٹھارہ سال کی عمر میں حج کیا تھا اسلیے سفر مکہ کا سن 210ھ ہونا چاہیے۔سعیدی غفرلہ)

جس زمانہ میں امام بخاری مکہ میں وارد ہوئے اس وقت یمن میں امام عبدالرزاق بقید حیات تھے۔امام بخاری نے ان سے روایت حدیث کے لیے یمن جانے کا قصد کیا لیکن کسی نے ان کو غلط خبر دی کے امام عبدالرزاق کا انتقال ہوگیا یہ سن کر انہوں نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ایک واسطہ کے ساتھ امام عبدالرزاق سے روایت حدیث کرنے لگے۔

امام بخاری نے روایت حدیث کے سلسلہ میں بارہا دور دراز شہروں کا سفر کیا اور برسہابرس وطن سے دور بیٹھے اکتسابِ علم کرتے رہے۔انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ میں طلبِ حدیث کے لیے مصر اور شام دو مرتبہ گیا۔چار مرتبہ بصرہ گیا، چھ سال حجاز مقدس میں رہا اور اَن گنت مرتبہ محدثین کے ہمراہ کوفہ اور بغداد گیا۔

بے مثال حافظہ:

امام بخاری بے پناہ قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔جب ہم ان کی قوتِ حفظ کے کارنامے صفحات تاریخ

پر دیکھتے ہیں تو یوں گمان ہوتا ہے جیسے وہ سر سے پیر تک حافظہ ہی حافظہ ہوں۔ ان کے حافظہ کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں ابو ہریرہ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ حاشد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری لڑکپن میں ہمارے ساتھ حدیث کا ے سماع کے لیے مشائخِ بصرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ امام بخاری کے سوا ہم تمام ساتھی احادیث ضبط تحریر میں لے آئے تھے۔ سولہ دن گزر جانے کے بعد ایک روز ہمیں خیال آیا اور ہم نے بخاری کو ملامت کی اور کہا کہ تم نے احادیث ضبط نہ کر کے اتنے دنوں کی محنت ضائع کر دی۔ امام بخاری نے ہم سے کہا اچھا تم اپنے ضبط شدہ نوٹ لے آؤ۔ ہم اپنے نوٹ لے کر آئے اور امام بخاری نے سلسلہ دار احادیث سنانی شروع کر دیں۔ یہاں تک انہوں نے پندرہ ہزار سے زیادہ احادیث بیان کر ڈالیں اور یہ سن کر ہمیں یوں گمان ہوتا تھا کہ گویا یہ روایات ہمیں امام بخاری نے لکھوائی ہیں۔

محمد بن از ہر سجتانی کہتے ہیں کے میں امام بخاری کے ساتھ سلیمان بن حرب کی خدمت میں سماع حدیث کے لیے حاضر ہوتا تھا میں احادیث لکھتا تھا اور امام بخاری نہیں لکھتے تھے کسی نے مجھ سے کہا کہ بخاری احادیث کو نوٹ کیوں نہیں کرتے میں نے کہا تم سے اگر کوئی حدیث لکھنے سے رہ جائے تو بخاری کے حافظہ سے لکھ لینا۔

محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ ایک دن ہم فریابی کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کے فریابی نے ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے کہا" حدثنا سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب عن ابی الحمزۃ" اس سند میں سفیان کے علاوہ باقی تمام راویوں کی کنیت زکر کی گئی تھی فریابی نے ان راویوں کے اصل نام پوچھے تمام مجالس پر سکتہ چھا گیا اور کسی کو بھی ان کے ناموں کا پتہ نہ چل سکا۔ بالآخر سب کی نظریں امام بخاری کی طرف اٹھیں اور انہوں نے کہنا شروع کیا، ابوعروہ کا نام معمر بن راشد ہے، اور ابوالخطاب کا نام قتادہ بن دعامہ ہے اور ابوحمزہ کا نام انس بن مالک ہے۔ جیسے ہی امام بخاری نے یہ اسماء بیان کیے تو حاضرینِ مجلس دم بخود رہ گئے (ھدی الساری ج2، ص 251)۔

امام بخاری کی قوتِ حفظ بیان کرنے کے لیے یہ امر کافی ہے کہ جس کتاب کو وہ ایک نظر دیکھ لیتے تھے وہ انہیں حفظ ہو جاتی تھی اور بعد میں جا کر یہ عدد تین لاکھ تک پہنچ گیا جن میں سے ایک لاکھ احادیث صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح تھیں۔ ایک مرتبہ بلخ گئے تو وہاں کے لوگوں نے فرمائش کی آپ اپنے شیوخ سے ایک ایک روایت بیان

کریں تو آپ نے ایک ہزار شیوخ سے ایک ہزار احادیث زبانی بیان کر دیں۔
سلیمان بن مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن سلام بیکندی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا محمد بن سلام نے کہا اگر تم کچھ دیر پہلے میرے پاس آتے تو میں تم کو وہ بچہ دکھلاتا جس کو ستر احادیث یاد ہیں۔ سلیمان نے اس مجلس سے اٹھ کر امام بخاری کی تلاش شروع کر دی بالآخر سلیمان نے امام بخاری کو ڈھونڈ نکالا اور پوچھا کیا تم ہی وہ شخص ہو جس کو ستر ہزار احادیث حفظ ہیں، امام بخاری نے کہا مجھے اس سے زیادہ احادیث یاد ہیں اور میں جن صحابہ سے احادیث روایت کرتا ہوں ان میں سے اکثر کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور ان کی جائے سکونت پر اطلاع رکھتا ہوں۔ نیز میں کسی حدیث کو روایت نہیں کرتا مگر کتاب اور سنت سے اس کی اصل پر واقفیت رکھتا ہوں۔ (ارشاد الساری ج1، ص 34)

اساتذہ و مشائخ:

امام بخاری کے اساتذہ اور مشائخ کی تعداد بہت زیادہ ہے انہوں نے شہر در شہر اور قریہ در قریہ جا کر علم حدیث حاصل کیا۔ امام بخاری نے حصول روایت میں اکابر، اماثل اور اصاغر کے فرق کا کبھی خیال نہیں رکھا۔ انہیں جہاں سے بھی روایت ملتی اخذ کر لیتے خواہ بیان کرنے والا ان سے برتر ہو یا کمتر۔ امام بخاری کے اساتذہ و مشائخ کی تعداد یوں تو ایک ہزار سے زائد ہے لیکن انہوں نے اپنے وقت کے جن عظیم محدثین سے سماع حدیث کیا اس کی تفصیل یہ ہے۔

بخارا میں محمد سلام بیکنکدی عبداللہ بن محمد مسندی، محمد بن عروہ اور ہارون بن الشعف سے بلخ میں مکی بن ابراہیم یحیٰی بن بشر الزاہد اور قتیبہ سے مرو میں علی بن شقیق عبدان، معاذ بن اسد اور صدقہ بن فضل سے، نیشاپور میں یحیٰی بن یحیٰی بشیر بن حکم اور اسحاق سے، رے میں حافظ ابراہیم بن موسیٰ وغیرہ سے، بغداد میں محمد بن عیسیٰ، شریح بن نعمان اور معلیٰ بن منصور سے بصرہ میں ابو عاصم النبیل، بدل بن مجر، محمد بن عبداللہ انصاری، عبدالرحمان بن محمد، عمر بن عاصم اور عبداللہ بن رجاء سے کوفہ میں عبیداللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، طلق بن غنام، حسن بن عطیہ، خلاد بن یحیٰی، خالد بن مخلد اور قبیصہ سے، مکّہ میں ابو عبدالرحمٰن مقری، حمیدی اور احمد بن محمد ازرقی سے، مدینہ میں عبدالعزیز اویسی، مطرف بن عبداللہ اور ابو ثابت محمد بن عبداللہ سے، واسط میں عمرو بن محمد بن عون وغیرہ سے مصر

میں سعید بن ابی مریم،عبداللہ بن صالح،سعید بن ملید اور عمرو بن ربیع بن طارق سے دمشق میں ابومسہر اور ابونصر فرادیسی سے،قیساریہ میں محمد بن یوسف فریابی سے،عقسلان میں آدم بن ابی ایاس سے،حمص میں ابوالمغیرہ،ابو الیمان،علی بن عیاش،احمد بن خالد،دہبی اور وحاظی سے سماع حدیث کیا۔(ارشادالساری ج1، ص32)

بعض محققین نے امام بخاری کے اساتذہ اور مشائخ کے ضبط کا ایک خاص طریقہ بیان کیا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ امام بخاری کے اساتذہ پانچ طبقوں میں منحصر ہیں۔طبقہ اولی میں وہ مشائخ ہیں جو ثقات تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے محمد بن عبداللہ انصاری،مکی بن ابراہیم،ابوعاصم انیس،عبیداللہ بن موسیٰ،اسماعیل بن ابی خالد اور ابونعیم وغیرہ اور طبقہ ثانیہ میں وہ مشائخ ہیں جو طبقہ اولیٰ کے معاصر ہیں۔لیکن وہ ثقات تابعین سے روایت نہیں کرتے جیسے آدم بن ابی ایاس،ابومسہر،سعید بن ابی مریم اور ایوب بن سلیمان وغیرہ اور طبقہ ثالثہ میں وہ مشائخ ہیں جو کبار تبع تابعین سے روایت کرے ہیں جیسے سلیمان بن حرب،قتیبہ بن سعید،نعیم بن حماد،علی بن مدینی،یحیٰی بن معصین،احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ اس طبقہ سے روایت کرنے میں امام مسلم بھی امام بخاری کے شریک ہیں اور طبقہ رابعہ میں وہ مشائخ ہیں جو طلبِ حدیث کے سلسلہ میں امام بخاری کے رفیق اور شریک تھے لیکن انہوں نے سماع حدیث امام بخاری سے پہلے شروع کیا تھا جیسے محمد بن یحیٰی ذہلی،ابوحاتم رازی،محمد بن عبدالرحیم،عبد بن حمید اور احمد بن نصر اس طبقہ سے امام بخاری نے اس وقت احادیث کو روایت کی جب ان کے مشائخ فوت ہو چکے تھے اور جو احادیث اس طبقہ سے روایت کی ہیں وہ اور کسی کے پاس نہیں تھیں اور طبقہ خامسہ میں وہ مشائخ ہیں جو دراصل امام بخاری کے تلامزہ (امام ترمذی بھی اسی طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ سعیدی غفرلہ) تھے۔جیسے عبداللہ بن حماد آملی،عبداللہ بن عباس خوارزمی اور حسین بن محمد قبانی، اس طبقہ سے بھی امام بخاری نے ضرورت اور فائدہ کے پیشِ نظر احادیث روایت کی ہیں، اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔بہرحال اس تحقیق سے یہ ظاہر ہوگیا کہ امام بخاری نے اپنے اکابر، اماثل اور اصاغر سب سے روایت حدیث کی ہے اور اپنے اس قول کو سچا کر دکھایا کہ اس وقت تک کوئی شخص کامل محدث نہیں ہوسکتا جب تک کہ خود سے برتر مساوی اور کمتر سے حدیث روایت نہ کرے۔

(ھدی الساری ج2، ص251)

خداداد ذھانت:

امام بخاری کا ذہن بہت بیدار اور نکتہ رس تھا وہ قرطاس وقلم پر اتنا اعتماد نہیں کرتے تھے جتنا انہیں اپنے حافظہ اور ذہن پر اعتماد تھا۔ لوگوں نے بارہا فن حدیث میں امام بخاری کی قابلیت کا امتحان لیا لیکن وہ اپنی خداداد ذہانت اور بے مثال حافظہ کی درجہ سے ہمیشہ سرخرو رہے۔

حافظ احمد بن عدی بیان کرتے ہیں کہ جب اہلِ بغداد کو معلوم ہوا کہ امام بخاری بغداد آرہے ہیں تو بغداد کے محدثین نے امام بخاری کا امتحان لینے کے لیے ایک سو احادیث کے متون اور اسناد میں ردوبدل کر دیا ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے ساتھ اور اس کی سند کو پہلی حدیث کے ساتھ لگا دیا اور اس طرح ایک سو احادیث کے متن اور سند الٹ پلٹ کر دیے اور دس آدمیوں میں یہ احادیث اس طرح تقسیم کر دیں کہ ہر شخص ایک ایک کر کے دس احادیث کے بارے میں امام بخاری سے سوال کرے۔

امام بخاری جب بغداد میں داخل ہوئے تو اہلِ بغداد نے ان کے اعزاز میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی جس میں علماء امراء اور عوام کی بہت بڑی اکثریت شامل تھی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک شخص اٹھا اور اس نے سند مقلوب کے ساتھ پہلی حدیث پڑھی امام بخاری سے پوچھا تھا کیا آپ کو یہ حدیث معلوم ہے آپ نے فرمایا نہیں اس نے پھر دوسری حدیث پڑھی پھر تیسری پھر چوتھی یہاں تک کہ اس نے دس احادیث پڑھ ڈالیں اور امام بخاری نے ہر بار نفی میں جواب دیا۔ جاننے والے اصل سبب سمجھ کر امام بخاری کے علم پر حیران ہو رہے تھے اور انجان لوگ اس جواب کو امام بخاری کا عجز سمجھ کر پریشان ہو رہے تھے۔ پہلے شخص کے سوالات کے بعد اس طرح دوسرے شخص نے اٹھ کر سوالات کیے اور امام بخاری نے جواب دیے پھر تیسرا اٹھا پھر چوتھا۔ یہاں تک کہ دس آدمیوں نے سو احادیث پوری کر ڈالیں اور امام بخاری نے ان تمام احادیث کے جواب میں یہی کہاں کہ میں نہیں جانتا۔ جب امام بخاری نے دیکھا کہ یہ لوگ سوالات سے فارغ ہو گئے اور اب کوئی شخص نہیں اٹھتا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پہلے شخص نے جو حدیث پڑھی اس کی اس نے یہ سند بیان کی تھی اور اس کی سند یہ ہے اس طرح ان لوگوں کی پڑھی ہوئی سو احادیث کی غلط اسناد بھی پڑھ کر سنائیں اور ان کی اصل اسناد بھی بیان کر دیں اور ہر حدیث کو اس کی اصل سند کے ساتھ لاحق کر دیا جیسے ہی امام بخاری نے اپنے

بیان کو ختم کیا تمام مجلس میں تحسین و مرحبا کا غلغلہ اور آفرین آفرین کا شور اٹھا اور عوام و خواص سب نے امام بخاری کے فضل کا اعتراف اور ان کی عظمت کا اقرار کرلیا (ھدی الساری ج2، ص 251)۔

حافظ ابوالازہر روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سمرقند میں چار سو محدث جمع ہوئے اور انہوں نے امام بخاری کو مغالطہ دینے کے لیے شام کی اسناد عراق کی اسناد میں داخل کیں اور عراق کی شام میں، اسی طرح حرم کی اسناد یمن میں داخل کیں اور یمن کی حرم میں وہ لوگ سات دن تک لگاتار اس قسم کے مغالطہ آمیز متون اور اسانید امام بخاری کو پیش کرتے رہے لیکن ایک بار بھی وہ امام بخاری کو نہ سند میں مغالطہ دے سکے نہ متن میں۔ (ارشاد الساری ج1، ص 34)

کثرت طرق پر اطلاع:

امام بخاری علمِ حدیث میں ہمہ قسم کی معلومات کے حامل تھے، حدیث کے تمام طرق ان کی نظر میں ہوتے تھے ایک روایت جتنی اسانید سے مروی تھی امام بخاری کو ان تمام پر عبور ہوتا تھا، اس زمانہ میں فرق و اسانید پر ان سے زیادہ کسی کو دسترس نہیں تھی۔

یوسف بن موسیٰ مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ منادی کی آواز آئی اے علم کے طلبگارو! امام محمد بن اسماعیل یہاں آئے ہوئے ہیں جس نے ان سے احادیث کی روایت لینی ہو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ مروزی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک دبلا پتلا سا نوجوان ستون کے قریب انتہائی سادگی اور خضوع و خشوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ یہی امام بخاری تھے اعلان سنتے ہی چاروں طرف سے مشتاق امام بخاری کے گرد جمع ہو گئے۔ امام بخاری نے انہیں اگلے روز احادیث لکھوانے کا وعدہ کیا اور دوسرے روز صبح مجلس منعقد ہوگئی۔ آپ نے فرمایا میں تم کو وہی احادیث لکھواؤں گا جو تمھارے شہر کے محدثین بیان کرتے ہیں لیکن نئی سند کے ساتھ پھر آپ نے ایک حدیث منصور کی روایت سے پڑھی اور فرمایا تمھارے شہر والے اس حدیث کو منصور کے غیر سے روایت کرتے ہیں اسی طرح امام بخاری نے ان کو کثیر تعداد میں احادیث لکھوائیں اور ہر حدیث کے بارے میں فرماتے تمھارے شہر والوں نے اس فلاں سے روایت کیا ہے اور میں اس کو فلاں سے لکھواتا ہوں۔ (ارشاد الساری ج1، ص 34)

حافظ ابو احمد اعمش بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نیشاپور کی ایک مجلس میں امام مسلم بن حجاج بھی امام

بخاری سے ملنے آئے دورانِ مجلس کسی شخص نے یہ حدیث پڑھی۔

"عن ابی جریج عن موسیٰ بن عقبۃ عن اسمٰعیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال کفارۃ المجلس اذا قام العبد ان یقول سبحٰنک اللھم و بحمدک اشھدان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک"۔

امام مسلم نے اس حدیث کو سن کر کہا سبحان اللہ کس قدر عمدہ حدیث ہے دنیا میں اس کا ثانی نہیں ہے یعنی یہ حدیث صرف اسی سند سے پائی جاتی ہے پھر امام بخاری سے پوچھا کیا اس حدیث کی آپ کو کسی اور سند کا علم ہے امام بخاری نے فرمایا ہاں لیکن وہ سند معلول ہے۔امام مسلم نے درخواست کی کہ مجھے وہ سند بتلائیں۔امام بخاری نے فرمایا جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر نہیں کیا اسے مخفی رہنے دو۔امام مسلم نے اٹھ کر امام بخاری کے سر کو بوسہ دیا اور اس عاجزی سے مطالبہ کیا کہ اگر امام بخاری نہ بتلاتے تو قریب تھا کہ امام مسلم رو پڑتے بالآخر امام بخاری نے فرمایا اگر نہیں مانتے تو لکھو۔

"حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل حدثنا وھیب حدثنا موسیٰ بن عقبہ عن عون بن عبداللہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کفارۃ المجلس۔۔۔۔۔"

امام مسلم اس حدیث کو سن کر بے حد مسرور ہوئے اور بے حد اختیار کہنے لگے اے امام میں شہادت دیتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص آپ کا مماثل نہیں ہے اور جو شخص آپ سے بغض رکھے وہ حاسد کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔

(ارشادالساری ج1، ص 34)

معرفت علل حدیث:

علل حدیث کی معرفت کو علم اصول حدیث میں انتہائی اہمیت دی جاتو ہے حدیث معلل اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں کوئی علت خفیہ قادحہ ہو یعنی حدیث بظاہر صحیح حدیث معلوم ہوتی ہو لیکن دراصل اس میں کوئی مقم ہو مثلاً موقوف کو مرفوع قرار دیا گیا ہو یا بالعکس اسی طرح مرسل کو موصول قرار دیا ہو یا بالعکس یا ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث میں داخل کر دیا گیا ہو یا اور کوئی وہم ہو۔ان علل مزکورہ میں سے کوئی علت بھی سند یا متن میں پائی جاتی ہو تو وہ حدیث معلل ہوتی ہے۔آئمہ حدیث نے روایت معلل کی معرفت کو بہت مشکل

قرار دیا ہے حتیٰ کہ عبدالرحمان مہدی نے کہا کہ علل حدیث کی معرفت الہام کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔

امام بخاری حدیث کے باقی فنون کی طرح علل حدیث میں بھی انتہائی ماہر اور اپنے وقت کے امام گردانے جاتے ہیں اور بڑے بڑے مشہور محدث آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے علل حدیث کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے۔

وراق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مسلم بن حجاج، امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے استاذ الاساتذہ، سید المحدثین اور علل حدیث کے طبیب یہ بتلایئے کہ"اخبرنا ابن جریج عن موسیٰ عن عقبہ عن سہیل عن ابیہ ابی ھریرۃ" اس سند میں کونسی علت ہے امام بخاری نے فرمایا کہ موسیٰ بن عقبہ کا سہیل سے سماع نہیں ہے۔پس جو حدیث بظاہر متصل تھی وہ درحقیقت منطقع ثابت ہوئی۔(توجیہ النظر ص 268)

حافظ احمد بن حمدون بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک جنازہ کے موقع پر دیکھا کے محمد بن یحیٰی ذہلی، امام بخاری سے اسماء اور علل کے بارے میں سوال کر رہے تھے اور امام بخاری اس تیزی اور روانی سے جواب دے رہے تھے جیسے آپ کے منہ سے جواب نہیں کمان سے تیر نکل رہا ہو۔(ھدی الساری ج2، ص 260)

نجی حالات:

امام بخاری کے والد محدث اسماعیل بن ابراہیم انتہائی امیر کبیر شخص تھے اور امام بخاری نے ان سے وراثت میں مال و دولت کا بہت بڑا حصہ حاصل کیا تھا۔امام بخاری اپنا مال مضاربت پر دیتے تھے خود بنفسہ تجارت نہیں کرتے تھے ایک شخص نے آپ کے پچیس ہزار درہم دینے تھے آپ نے فرمایا تم دس درہم ماہانہ ادا کر دیا کرو۔

ابو سعید بکر بن منیر کہتے ہیں ایک مرتبہ ابو حفص نے امام بخاری کے پاس کچھ سامان بھیجا، تجار کو پتہ چلا تو وہ اس سامان کو خریدنے کے لیے پہنچ گئے اور پانچ ہزار درہم کی پیشکش کی آپ نے فرمایا رات کو آنا شام کو تاجروں کا دوسرا گروہ آیا اور اس نے دس ہزار درہم کی پیشکش کر دی آپ نے فرمایا میں پہلے گروہ کے ساتھ بیع کی نیت کر چکا ہوں اب پانچ ہزار درہم کی خاطر میں اپنی نیت بدلنا نہیں چاہتا۔

سادگی اور انکساری:

امام بخاری مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے بہت سادہ اور جفاکش تھے اپنی ضرورت کے تمام کام خود کر

لیا کرتے تھے۔ مال و دولت اور جاہ مرتبت کے باوجود کبھی خدام اور غلاموں کا حشم قائم نہیں رکھا۔ محمد بن حاتم وراق آپ کے خصوصی شاگرد تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری بخارا کے قریب سرائے بنا رہے تھے اور اپنے ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر دیوار میں اینٹیں لگا رہے تھے میں نے آگے بڑھ کر کہا آپ رہنے دیجیے یہ اینٹیں میں لگا دیتا ہوں آپ نے فرمایا قیامت کے دن یہ عمل مجھے نفع دے گا۔

وراق کہتے ہیں کہ جب ہم امام بخاری کے ساتھ کسی سفر میں جاتے تو آپ ہم سب کو ایک کمرہ میں جمع کر دیا کرتے اور خود علیحدہ رہتے۔ ایک بار میں نے دیکھا امام بخاری رات کو پندرہ بیس مرتبہ اٹھے اور ہر مرتبہ خود اپنے ہاتھ سے آگ جلا کر چراغ روشن کیا۔ کچھ احادیث نکالیں ان پر نشانات لگائے پر تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ میں نے عرض کیا آپ نے رات کو اٹھ کر تنہا مشقت برداشت کی مجھے اٹھا لیتے۔ فرمایا تم جوان ہو اور گہری نیند سوتے ہو میں تمہاری نیند خراب کرنا نہیں چاہتا۔

فیاضی:

امام بخاری جس قدر مال سے غنی تھے اس سے زیادہ ان کا دل غنی تھا۔ بعض اوقات ایک دن میں تین تین سو درہم صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ وراق کہتے ہیں امام بخاری کی ماہانہ آمدنی پانچ سو درہم تھی اور یہ تمام رقم وہ طلبہ پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔

زُہد:

لزائد دنیاویہ اور عیش و عشرت سے امام بخاری کوسوں دور تھے طلب علم میں بسا اوقات انہوں نے سوکھی ہوئی گھاس کھا کر بھی وقت گزارا ہے۔ ایک دن میں عام طور پر صرف دو یا تین بادام کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑ گئے اطباء نے بتلایا کہ سوکھی روٹی کھا کھا کر ان کی انتڑیاں سوکھ چکی ہیں اس وقت امام بخاری نے بتلایا کہ وہ چالیس سال سے خشک روٹی کھا رہے ہیں اور اس طویل عرصہ میں سالن کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا۔

خدا خوفی:

امام بخاری تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ ظاہر و باطن میں خدا سے بے حد ڈرتے تھے مشتبہات سے بچتے۔ غیبت سے پرہیز کرتے اور لوگوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے تھے۔ انہیں تیر

اندازی کا بے حد شوق تھا ایک مرتبہ ان کا تیر نہر کے پل پر لگا اور اس کی کیل خراب ہوگئی۔امام بخاری بے حد پریشان ہوئے اور پل کے مالک حمید بن اخضر کے پاس پیغام بھیجا کہ یا ہم کو کیل بدلنے کی اجازت دو یا کیل کی قیمت لے لو اور یا ہماری غلطی معاف کر دو۔حمید بن اخضر نے سلام بھیجا اور کہا اے ابوعبداللہ میں صرف یہ کیل نہیں بلکہ اپنی تمام املاک تمہارے تصرف میں دیتا ہوں جس طرح چاہے ان میں تصرف کرو۔امام بخاری نے جب یہ جواب سنا تو ان کا چہرہ کھل اٹھا اسی خوشی میں انہوں نے پانچ سو احادیث بیان کیں اور تین سو درہم صدقہ کر دیے۔

ایک شخص نے امام بخاری سے کہا آپ نے تاریخ کبیر میں لوگوں کے عیوب بیان کیے ہیں اور ان کی غیبت کی ہے امام بخاری نے کہا میں نے کسی شخص پر کوئی حکم نہیں لگایا صرف روایت بیان کی ہے چنانچہ کاذب راویوں کو آپ نے تاریخ کبیر میں کذاب لکھنے کی بجائے کذبہ فلاں یا رماہ فلاں بالکذب لکھا ہے۔بکر بن منیر سے روایت ہے کہ امام بخاری کہتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے حساب نہیں لے گا کیونکہ میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

عبادت وریاضت:

امام بخاری بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ رمضان شریف میں ہر روز ایک قران شریف کا ختم کرتے اور روزانہ نصف شب کو اٹھ کر قران کریم کے دس پاروں کی تلاوت کرتے۔تراویح میں ختم قران کرتے اور ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

ابوبکر بن منیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد بن اسماعیل نماز پڑھ رہے تھے نماز کے بعد انہوں نے قمیص کا دامن اٹھایا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا ذرا دیکھنا میری قمیص کے نیچے کیا ہے۔شاگرد نے دیکھا قمیص کے نیچے زنبور تھی جس نے ان کے بدن پر پندرہ سولہ جگہ ڈنگ لگایا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپ کا بدن جگہ جگہ سے سوجھ گیا تھا۔ابن منیر نے پوچھا جب آپ کو زنبور نے پہلی مرتبہ کاٹا تو اس وقت آپ نے نماز کیوں نہیں توڑی۔ آپ نے فرمایا میں قران کریم کی جس آیت کی تلاوت کر رہا تھا اس میں اتنا ذوق وشوق پا رہا تھا کہ میں اس وقت اس تکلیف کی طرف متوجہ نہ ہوسکا۔

اخلاق حسنہ:

امام بخاری بڑے انتہائی بردبار اور حلیم تھے کسی شخص کی بدسلوکی پر وہ کبھی غیض وغضب میں نہ آتے اور برائی کا بدلہ ہمیشہ نیکی سے دیا کرتے تھے کسی شخص کی اصلاح مقصود ہوتی تو اسے برسرِ مجلس کبھی ملامت نہ کرتے ہر شخص کی عزت نفس کا خیال رکھتے اور کبھی کسی شخص کو شرمندہ نہ ہونے دیتے۔

عبداللہ محمد صبیاءنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری لکھ رہے تھے۔ ناگاہ کنیز آگے سے گزری اور اس نے پیر کی ٹھوکر سے دوات گرادی آپ نے فرمایا دیکھ کر چلا کرو اس نے تنگ کر بدتمیزی سے جواب دیا جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں آپ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا جاؤ تم آزاد ہو۔

علی بن محمد منصور اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری مسجد کے اندر حلقہ احباب میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص کی ڈاڑھی میں کوئی گندی چیز لگی ہوئی تھی اس نے وہ گندگی ڈاڑھی سے نکال کر مسجد کے فرش پر پھینک دی۔ علی بن محمد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ امام بخاری نے لوگوں کی نظریں بچا کر چپکے سے وہ گندگی اپنی آستین میں اٹھا کر رکھ لی اور بعد میں لوگوں کے جانے کے بعد وہ گندگی مسجد کے باہر پھینک دی اس طرح امام بخاری نے مسجد کے فرش کو بھی گندگی سے صاف کیا اور اس شخص کو بھی برسرِ مجلس شرمندگی سے بچالیا (سیرت کے یہ تمام واقعات ھدی الساری ج 2 ص 4-252 سے لیے گئے ھیں)۔

امام بخاری بے حد صابر و شاکر تھے اور اپنی ذات کا انتقام بالکل نہیں لیتے تھے ان کے شیوخ میں سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے نیشاپور میں الفاظِ قرآن کو غیر مخلوق نہ کہنے پر امام بخاری کے خلاف محاز قائم کر دیا اور امام بخاری کے درس پر پابندی لگا دی اور برسرِ عام کہہ دیا کہ بخاری اس شہر میں نہیں رہ سکتے جس کی وجہ سے امام بخاری نیشاپور چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ذہلی کی اس بدسلوکی سے امام مسلم اس قدر برہم ہوئے کہ انہوں نے وہ تمام احادیث جو ذہلی سے املاء کی تھیں ایک بنڈل میں باندھ کر واپس ذہلی کو بجھوا دیں۔ لیکن امام بخاری نے ذہلی کی روایت کو نہیں چھوڑا اور صحیح بخاری میں ذہلی کی روایت کو برقرار رکھا البتہ پورا نام ذکر کرنے کی بجائے یا فقط محمد لکھتے ہیں یا اس کے دادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن خالد لکھتے کسی نے اس اجمال کی وجہ پوچھی تو بتلایا کہ ذہلی مجھ پر جرح کرتا ہے اگر میں اس کا نام صراحتہً ذکر کروں تو وہ متعین ہو جائے گا اور لوگ سمجھیں گے کہ

میں اپنے جارح کی تعدیل کررہا ہوں اوراس سے میری صداقت اورعدالت پرحرف آئے گا جس کا اثر میری روایت پر پڑے گا۔

امام بخاری کا فقھی مسلک:

امام بخاری کے اپنے کلام میں اس بات کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ ان کا فقہی مسلک کیا تھا البتہ جامع صحیح میں امام بخاری ایسی احادیث بکثرت لائے ہیں جو مسلک شافعی کی موید ہیں اور غالباً اسی بنا پر بعض مشاہیر علماء نے ان کو امام شافعی کا مقلد گردانا ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی تاج الدین سبکی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

"وقد ذکرہ اب عاصم فی طبقات اصحابنا الشافعية "۔ (ارشاد الساری ج 1 ، ص 36) ابوعاصم نے امام بخاری کو ہمارے طبقات شافعیہ میں بیان کیا ہے۔

اور تاج الدین سبکی امام بخاری کے بارے میں لکھتے ہیں:-

وسمع بمكّة عن الحميدی وعليه تفة عن الشافعی"۔(طبقات الشافعیة الکبریٰ ج2 ص 3) یعنی امام بخاری نے مکہ میں حمیدی سے سماع کیا اور انہیں سے فقہ شافعی پڑھی۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

ذکر ابو عاصم العبادی اباعبداللہ فی کتابه الطبقات وقال سمع من الزعفرانی وابی ثور الکرابیسی قلت و تفقه علی الحمیدی و کلھم من اصحاب الشافعی"۔(طبقات الشافعیة الکبریٰ ج2 ص4)

ابوعاصم عبادی نے امام بخاری کا ذکر اپنی کتاب طبقات شافعیہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ امام بخاری نے زعفرانی ابوثور اور کرابیسی سے سماع کیا ہے اور میں کہتا ہوں انہوں نے حمیدی سے فقہ پڑھی ہے اور یہ سب امام شافعی کے شاگرد تھے۔

امام تاج الدین سبکی نے یہ تمام ثبوت حافظ ابوعاصم کے اس قول کو تقویت پہنچانے کے لیے ذکر کیے ہیں کہ امام بخاری شافعی المذہب تھے۔ حافظ ابوعاصم سن 357ھ میں یعنی امام بخاری کے وصال کے ٹھیک ایک سوایک سال بعد پیدا ہوئے ان کا زمانہ امام بخاری کے بہت قریب تھا اس لیے ان کی بات پر اعتماد کرنے کی وجوہ ہیں۔

اورنواب صدیق حسن بھوپالی مدینۃ العلوم سے نقل کر کے لکھتے ہیں:-

ولنذکر بعد ذٰلک نبذا من ائمۃ الشافعیۃ لیکون الکتٰب کامل الطرفین حائز الشرفین وھٰؤلاء صنفان احدھما من تشرف بصحبتہ الامام الشافعی و الاخر من تلاھم من الائمۃ اما الاوّل فمنھم احمد الخلال، ابو جعفر البغدادی و امّا الصنف الثانی فمنھم محمّد بن ادریس ابو حاتم الرّازی و محمد بن اسمٰعیل البخاری و محمّد بن علی الحکیم ترمذی"۔ (ابجد العلوم ص 811)

اورہمیں چاہیے کہ اب کچھ آئمہ شافعیہ کا تذکرہ کریں تا کہ ہماری کتاب حنفی اور شافعی دونوں طرفوں کی جامع ہو جائے اور آئمہ شافعیہ دو قسم پر ہیں ایک وہ جو امام شافعی کی صحبت سے مشرف ہیں جیسے احمد خلال اور ابو جعفر بغدادی، دوسری قسم کے آئمہ شافعیہ وہ ہیں جیسے محمد بن ادریس رازی، محمد بن اسمٰعیل البخاری اور حکیم ترمذی۔

ان ٹھوس حوالہ جات کے پیشِ نظر امت کی اکثریت اس طرف گئی ہے کہ امام بخاری شافعی المذہب تھے۔ بہرحال امام بخاری شافعی ہونے کی تقدیر پر بھی محض مقلد نہیں تھے بلکہ مجتہد فی المسائل تھے اور طبقات فقہاء میں تیسرے درجے پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ وہ بعض مسائل میں امام شافعی سے اختلاف کرتے ہیں اور ان مسائل میں خود اجتہاد کرتے ہیں۔ اسی لیے اہلِ علم کے نزدیک امام بخاری کی مثال شوافع میں ایسی ہے جیسے احناف میں امام ابوجعفر طحاوی کی۔

کلمات الثناء:

امام بخاری کے علمی اور عملی کمالات اور ان کے فضائل ومناقب کا ان کے زمانہ کے تمام اہلِ فضل حضرات نے اعتراف کیا ہے۔ جن لوگوں نے آپ کے علمی اور عملی خدمات کو سراہا ان میں آپ کے مشائخ، معاصرین اور تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ اگر امام بخاری کے حق میں بیان کیے گئے تمام تعریفی کلمات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ امام بخاری کی اس قدر مدح وثناء کی گئی ہے کہ قرطاس وقلم ختم ہوسکتے ہیں لیکن ان کے مناقب کا بیان ختم نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ وہ بحر ہے جو اپنا ساحل نہیں رکھتا۔

اساتذہ سے:

امام بخاری کے استاذ ابومصعب احمد بن ابی بکر نے کہا امام بخاری حدیث میں امام احمد بن حنبل سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ کسی شخص نے اس بات پر تعجب کیا تو انہوں نے کہا اگر تم امام مالک کو دیکھتے تو ان میں اور بخاری میں سرموفرق نہ پاتے۔ امام بخاری کے ایک اور استاذ قتیبہ بن سعید نے کہا میرے پاس مشرق و مغرب سے بے شمار لوگ علم حدیث کی تحصیل کے لیے آئے لیکن ان میں بخاری جیسا کوئی نہ تھا۔ امام احمد بن حنبل نے کہا ارض خراسان نے آج تک بخاری کی نظیر نہیں پیدا کی۔ اسحاق بن راہویہ نے کہا بخاری سے احادیث روایت کرواوران کولکھ لیا کرو۔ بلا ریب اگر بخاری، حسن بصری کے زمانہ میں ہوتے تو وہ علم حدیث میں ان کی طرف رجوع کرتے۔

معاصرین سے:

امام بخاری کے معاصرین میں سے دارمی نے کہا میں نے حجاز، شام اور عراق کے علماء دیکھے مگر بخاری جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اسحاق بن خزیمہ نے کہا اس آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل سے بڑھ کر کوئی عالمِ بالحدیث نہیں ہے۔ حاتم بن منصور نے کہا امام بخاری اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت ہیں۔

تلامذہ سے:

اور تلامذہ میں سے امام ترمذی نے کہا میں نے اسانید اور علل کے علم میں امام بخاری سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ امام مسلم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ امام بخاری کا کوئی مماثل نہیں ہے اور سلیم بن مجاہد نے کہا میں نے ساٹھ سال سے امام بخاری جیسا کوئی شخص نہ علم میں دیکھا نہ عمل میں۔ (ھدی الساری ج2، ص 254)

تلامذہ کی تعداد:

امام بخاری کے زمانہ میں بصرہ، بغداد، نیشاپور، سمرقند اور بخارا علوم اسلامیہ کے مرکز قرار دیے جاتے تھے ان شہروں میں امام بخاری بارہا گئے اور بے حساب لوگوں کو احادیث املاء کرائیں۔ بخارا سے لے کر حجاز تک امام بخاری کے تلامذہ کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ملا علی قاری ہروی اور قسطلانی نے لکھا ہے کہ امام بخاری سے ایک لاکھ اشخاص نے روایت کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عدد و شماران کے تلامذہ کا احصاء کرنے سے قاصر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام بخاری کے تلامذہ کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں امام بخاری کے مشائخ میں سے عبداللہ بن محمد مسندی، عبداللہ بن منیر، اسحاق بن احمد سرمادی اور محمد بن خلف بن قتیبہ نے ان سے روایت کی ہے (ارشاد الساری ج2، ص265)۔

معاصرین میں سے ابوزرعہ، ابوحاتم رازیان، ابراہیم حربی، ابوبکر بن ابی عاصم، موسیٰ بن ہارون جمال، محمد بن عبداللہ بن مطین، اسحاق بن احمد بن زیرک فارسی، محمد بن قتیبہ بخاری اور ابوبکر بن اعین نے امام بخاری سے روایت کی ہے۔

اکابرین میں سے حافظ صالح بن محمد، مسلم بن حجاج، ابوالفضل احمد بن سلمہ، ابوبکر بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی ابوعبدالرحمٰن نسائی اور ابوعیسیٰ ترمذی نے امام بخاری سے روایت کی ہے۔

جن لوگوں نے باقاعدہ شاگردی اختیار کی اور امام بخاری کی اعتماد حاصل کیا ان کے اسماء یہ ہیں:-

عمر بن محمد بجیری، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوبکر بزار، حسین بن محمد بتائی، یعقوب بن یوسف بن اخرم، عبداللہ بن محمد بن ناجیہ، سہل بن شازویہ بخاری، عبیداللہ بن واصل، قاسم بن زکریا مطرز، ابوقریش محمد بن جمعہ، محمد بن سلیمان باغندی، ابراہیم بن موسیٰ جوہری، علی بن عباس ابوحامد اعمشی، ابوبکر احمد بن محمد بن صدقہ بغدادی، اسحاق بن داؤد، حاشد بن اسماعیل بخاری، محمد بن عبداللہ بن جنید، محمد بن موسیٰ، جعفر بن محمد نیشاپوری، ابوبکر بن داؤد، ابوالقاسم بغوی، ابومحمد بن صاعد، محمد بن ہارون حضرمی، اور حسین بن عاملی بغدادی۔

تصانیف:

امام بخاری کی زندگی کا اکثر حصہ احادیث کی تلاش میں شہر در شہر سفر میں گزرا ہے اور انہیں کسی ایک جگہ سکون سے بیٹھ کر کام کرنے کا موقعہ بہت کم ملا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے خاطر خواہ تعداد میں تصانیف چھوڑی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر حضرات نے جو امام بخاری کی تصانیف گنوائی ہیں وہ یہ ہیں:-

۱۔ الجامع الصحیح

۲۔ التاریخ الکبیر

۳۔ التاریخ الاوسط

۴۔التاریخ الصغیر

۵۔کتاب الصنعف

۶۔کتاب الکنی

۷۔الادب المفرد

۸۔جزرفع الیدین

۹۔جزالقراۃ خلف الامام

۱۰۔کتاب الاشربۃ

۱۱۔کتاب الھبہ

۱۲۔کتاب العلل

۱۳۔برالوالدین

۱۴۔الجامع الکبیر

۱۵۔التفسیرالکبیر

۱۶۔المسندالکبیر

۱۷۔خلق افعال العباد

۱۸۔قضایہ الصحابہ والتابعین

۱۹۔کتاب الوحدان

۲۰۔کتاب المبسوط

۲۱۔کتاب الفوائد

۲۲۔اسامی الصحابہ

خلق قران کا مناقشہ:

سن 250 ھ میں امام بخاری نے نیشاپور آنے کا پروگرام بنایا اس خبر کو سنتے ہی اہالیان نیشاپور میں

فرحت ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔اس زمانہ میں محمد بن یحیٰی ذہلی نیشا پور کی علمی ریاست کے والی تھے۔محمد بن یحیٰی ذہلی نے شہر کے لوگوں کو امام بخاری کے استقبال کی تلقین کی چنانچہ لوگوں کے ایک انبوہ کثیر نے محمد بن یحیٰی کی قیادت میں شہر سے تین مرحلہ آگے جا کر امام بخاری کا استقبال کیا اور انتہائی تزک واحتشام سے امام بخاری کو شہر میں لے کر آئے۔امام مسلم بن حجاج کہتے ہیں میں نے اس سے پہلے اتنا عظیم الشان استقبال نہ کسی عالم کا دیکھا تھا نہ کسی حاکم کا۔

امام بخاری نے نیشا پور میں درس حدیث دینا شروع کیا ان کے درس میں ہر وقت اژدہام رہتا تھا اور بے حساب لوگ امام بخاری سے علم حدیث کا استفادہ کرتے تھے۔بعض حاسدین کو امام بخاری کی شہرت اور مقبولیت بُری لگی اور انہوں نے محمد بن یحیٰی کو امام بخاری کا مخالف بنا دیا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن یحیٰی ذہلی قران کریم کے الفاظ کو بھی قدیم مانتے تھے۔اس پر بڑی شدت سے قائم تھے کسی شخص نے جا کر امام بخاری سے پوچھا کہ قران مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔امام بخاری ٹالتے رہے جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے کہا:-"القران کلام اللہ غیر مخلوق" اس نے پھر اسرار کیا قران کے الفاظ کا حکم بتلایئے تو آپ نے کہا:-" افعالنا مخلوقۃ والفاظنا من افعالنا (ہمارے افعال مخلوق ہیں اور الفاظ بھی ہمارے افعال ہیں)"بس پھر کیا تھا شور مچ گیا کہ امام بخاری الفاظ قران کو مخلوق مانتے ہیں جب ذہلی تک یہ خبر پہنچی تو وہ تمام عنایات منقطع کر کے یکیسر مخالف ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ بخاری کے درس میں کوئی شخص نہ جائے۔ چنانچہ مسلم بن حجاج کے سوا تمام لوگوں نے امام بخاری کے درس میں جانا بند کر دیا۔آخرکار جب امام بخاری اہلِ نیشا پور سے مایوس ہو گئے تو آپ نے نیشا پور سے بخارا کی طرف روانگی کا قصد کر لیا(ھدی الساری ج2، ص262)۔

وطن کو واپسی:

جب اہلِ وطن کو معلوم ہوا کہ امام بخاری وطن واپس لوٹ رہے ہیں تو انہیں بے حد خوشی ہوئی۔انہوں نے بخارا سے کئی منزل پہلے امام بخاری کی پیشوائی کے لیے خیمے نصب کر دیے اور بڑے تزک واہتمام اور شان وشکوہ سے امام بخاری کو شہر لے کر آئے۔امام بخاری نے بخارا میں درس قائم کر دیا اور اطمینان سے پڑھانے میں مصروف ہو گئے۔

حاسدین نے یہاں بھی امام بخاری کا پیچھا نہ چھوڑا وہ خلافت عباسیہ کے نائب خالد بن احمد ذہلی والی بخارا کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ امام بخاری سے کہیے کہ وہ آپ کے صاحبزادے کو گھر آ کر پڑھایا کریں جب والی بخارا نے امام بخاری سے یہ فرمائش کی تو آپ نے فرمایا میں علم کو سلاطین کے دروازے پر لے جا کر ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ جس شخص کو پڑھنے کی ضرورت ہے اس کو میرے درس میں آنا چاہیے۔ والی بخارا نے کہا اگر میرا لڑکا درس میں آئے تو وہ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں پڑھے گا آپ کو اسے علیحدٰہ پڑھانا ہوگا۔ امام بخاری نے جواب دیا میں کسی شخص کو احادیث رسول کی سماعت سے روک نہیں سکتا۔ یہ جواب سن کر حاکم ناراض ہوگیا اور اس نے ابن الوقت علماء سے امام بخاری کے خلاف فتویٰ حاصل کر کے انہیں شہر نکل جانے کا حکم دے دیا۔

امام بخاری اپنے وطن میں آ کر بے وطن ہونے پر بہت آزردہ ہوئے۔ ابھی ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ خلیفہ نے والی بخارا خالد بن احمد ذہلی کو معزول کر دیا اور اسے گدھے پر سوار کرا کے محل سے نکالا گیا اور قید خانہ میں بند کر دیا گیا جہاں وہ انتہائی ذلت اور رسوائی سے چند دن گزارنے کے بعد ہلاک ہوگیا۔ اسی طرح جن لوگوں نے امیر بخارا کی معاونت کی تھی وہ سب مختلف بلاؤں مین گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئے (ھدی الساری ج2، ص 265)۔

وصال:

بخارا سے واپس ہونے کے بعد امام بخاری نے سمرقند جانے کا قصد کیا۔ ابھی سمرقند سے کئی منزل دور تھے تو آپ کو اطلاع ملی کہ اہلِ سمرقند میں آپ کے بارے میں دو آراء ہوگئی ہیں یہ سن کر آپ وہیں راستہ میں خرتنگ نامی ایک بستی میں رک گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے خدا یہ زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوتی جارہی ہے مجھے اپنے پاس واپس بلالے۔ اس دعا کے بعد آپ بیمار پڑ گئے۔ اس اثناء میں اہلِ سمرقند نے بلانے کے لیے آپ کے پاس قاصد بھیجا آپ جانے کے لیے تیار ہو گئے مگر طاقت نے ساتھ نہ دیا۔ چند دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے۔ جسم سے پسینہ بہنا شروع ہوا۔ ابھی وہ پسینہ خشک نہ ہوا تھا کہ آپ نے جان، جان آفرین کے سپرد کر دی اور اس طرح یکم شوال سن 265ھ کو باسٹھ سال کی زندگی گزار کر رات کے وقت علم و فضل کا وہ عظیم آفتاب غروب ہوگیا جس کے علم و عمل کی روشنی سے سمرقند، بخارا، بغداد اور نیشاپور کے بے شمار عوام و خواص اپنے دل و دماغ کو منور کر رہے تھے (ھدی الساری ج2، ص 266)۔

بارگاہ رسالت میں مقبولیت:

امام بخاری نے ساری عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کی تلاش، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی تتبع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی خدمت میں گزاری۔ ان کی زندگی کا ایک ایک عمل متابعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر تھا۔ وراق کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ امام بخاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جارہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ قدم رکھتے امام بخاری بھی بعد میں وہیں قدم رکھتے ہیں (ھدی الساری ج2، ص 262)۔

فربزی کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی جگہ جارہا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہاں جارہے ہو میں نے عرض کیا محمد بن اسماعیل کے پاس۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اسے جا کر میرا اسلام کہنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عنایات جس طرح ندگی میں امام بخاری کے شاملِ حال تھیں اسی طرح وصال کے بعد بھی یہ وجیہات ان پر سایہ فگن رہیں۔ چنانچہ عبدالواحد بن آدم طوادیسی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جماعتِ صحابہ کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہوئے ہیں میں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کا انتظار ہے فرمایا بخاری کا۔ طوادیسی کہتے ہیں چند دن بعد مجھے امام بخاری کے وصال کی خبر پہنچی میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ امام بخاری کا اسی رات انتقال ہوا تھا جس رات میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔

مزار بخاری کی برکات:

امام بخاری کی نمازِ جنازہ کے بعد جب ان کی قبر پر مٹی ڈالی گئی تو مدت مرید تک اس مٹی سے مشک کی مہک آتی رہی۔ اور عرصہ دراز تک لوگ دور دور سے آ کر امام بخاری کی قبر کی مٹی کو بطور تبرک لے جاتے رہے (ھدی الساری ج2، ص 266)۔

ابوالفتح سمرقندی بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری کے وصال کے دوسو سال بعد سمرقند میں خشک سالی کی وجہ سے قحط نمودار ہوگیا۔ لوگوں نے بارہا نمازِ استسقاء پڑھی، دعائیں مانگیں مگر بارش نہ ہوئی پھر ایک مردِ صالح

قاضی شہر کے پاس گیا اور اس کو مشورہ دیا کہ تم شہر کے لوگوں کو لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے۔ قاضی شہر نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور شہر کو لے کر امام بخاری کی قبر پر حاضر ہوا لوگوں نے وہاں گریہ درازی کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ سے نہایت خضوع و خشوع سے دعا مانگی اور امام بخاری سے قبولیت دعا کے لیے سفارش کی درخواست کی اسی وقت آسمان پر بادل اُمڈ آئے اور سات دن لگاتار اس قدر بارش ہوتی رہی کہ لوگوں کے لیے خرتنگ سے سمرقند پہنچنا مشکل ہو گیا (ارشاد الساری ج 1، ص 39)۔

حرفِ آخر:

امام بخاری عالم و فاضل عابد و زاہد اور فیاض و جواد تھے۔ ان کا چہرہ ہمیشہ خوفِ الٰہی سے زرد اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن رہتا تھا۔ ان کے فیضان کا جو سلسلہ ان کی زندگی میں قائم ہوا تھا وہ آج تک نہیں لوٹا اور آج امتِ مسلمہ دین کے جن احکام سے واقف ہیں ان میں امام بخاری کی خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی اشاعت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر کو دنیا میں پھیلا دیا اور حق یہ ہے کہ جب تک مدارس اور مکاتب میں قلیل و قالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجی رہے گی آسمانِ رحمت سے بخاری کی قبر پر انوار و تجلیات کی بارش ہوتی رہے گی۔

ماخذ و مراجع

1. شہاب الدین حافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی 852 تہذیب التہذیب ج 1، ص 274
2. شہاب الدین احمد محمد العسقلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج 1، ص 31
3. شیخ عبدالحق دہلوی المتوفی 1052ھ اشقۃ اللمعات ج 1، ص 9
4. شیخ عبدالحق دہلوی المتوفی 1052ھ اشقۃ اللمعات ج 1، ص 9
5. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج 2، ص 250
6. شہاب الدین احمد محمد العسقلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج 1، ص 32
7. حافظ بن حجر عسقلانی نے یونہی لکھا ہے لیکن امام بخاری نے چونکہ اٹھارہ سال کی عمر میں حج کیا تھا اسلیے

سفر مکہ کا سن 210ھ ہونا چاہیے۔سعیدی غفرلہ

8. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص251

9. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1،ص34

10. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1،ص32

11. امام ترمزی بھی اسی طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔سعید غفرلہ

12. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص251

13. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص251

14. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1،ص34

15. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1،ص34

16. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1،ص34

17. طاہر بن صالح بن احمد الجزائری توجیہ النظر ص268

18. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص260

19. سیرت کے یہ تمام واقعات ھدی الساری ج2 ص4-252 سے لیے گئے ہیں

20. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1،ص36

21. امام تاج الدین السبکی المتوفی 771ھ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج2 ص3

22. امام تاج الدین السبکی المتوفی 771ھ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج2 ص4

23. نواب صدیق حسن بھوپالی المتوفی ابجد العلوم ص811

24. ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص254

25. شہاب الدین ابنِ حجر عسقلانی 852ھ ارشاد الساری ج2،ص265

26. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص262

27. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2،ص265

28. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2، ص266
29. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2، ص262
30. حافظ ابنِ حجر العسقلانی المتوفی 852ھ ھدی الساری ج2، ص266
31. شہاب الدین احمد القسطلانی المتوفی 923ھ ارشاد الساری ج1، ص39